© rasailojaraid.com

سید اکرام الحق جاوید

ایمان سے بے ایمانی

سرحد نظریاتی ہو یا جغرافیائی، سرحد ہی ہوتی ہے اور سرحدوں سے کبھی خیر کی خبریں نہیں آیا کرتیں۔ اور ہم جس خطے میں واقع ہیں وہاں تو ہر وقت سرحدوں پر خطرے منڈلاتے رہتے ہیں۔ حملہ آور حملے کرنے سے کب باز آتے ہیں۔ اب جبکہ ہماری بھارت کے ساتھ سیز فائر ہے ایسے پرامن ماحول میں بھی کچھ نہ کچھ ہوتا ضرور رہتا ہے اور سرحدوں سے خبریں سفر کرتی کرتی تھک کر چکنا چور ہو جاتی ہیں۔ بعض اوقات ایسے واقعات بھی رونما ہوتے ہیں کہ جو اگرچہ جغرافیائی سرحدوں پر وقوع پذیر ہوتے ہیں لیکن اُن کی دھمک سے نظریاتی دیواریں لرز اٹھتی ہیں۔

مقبوضہ کشمیر: ہندو پروہت بابا چم لیال کی برسی کی تقریبات شروع ہو گئیں
پاکستانی رینجرز نے چادر بھارتی سیکورٹی فورسز کو پیش کی

مقبوضہ جموں/چم لیال (آن لائن) مقبوضہ کشمیر میں معروف ہندو پروہت بابا چم لیال کی برسی کی تقریبات شروع ہو گئیں۔ لائن آف کنٹرول کے دونوں جانب کثیر تعداد میں عقیدت مندوں نے اُن کی سمادھی پر حاضری دی۔ بھارتی خبر رساں ادارے کے مطابق پاکستانی عقیدت مند لائن آف کنٹرول کی اپنی جانب اکٹھے ہوئے تاہم پتھروں اور زمینی رکاوٹوں نے انہیں سمادھی اور تقریبات کو دیکھنے سے روکے رکھا پاکستان کی جانب سے سیالکوٹ سیکٹر کمانڈر کرنل نجیب کی قیادت میں پاکستانی رینجرز بھی اس موقع پر موجود تھے پاکستانی رینجرز نے چادر پیش کی جس کو انڈین بارڈر سیکورٹی فورسز نے قبول کیا اور بعد ازاں اپنے پاکستانی ہم منصبوں کی جانب سے سمادھی پر دعا کی بابا چم لیال روحانی صلاحیتوں کے حامل تھے اور ان کے بارے میں مشہور تھا کہ وہ جلد کی بیماریوں کا علاج کرتے تھے ہندو اور مسلمان انہیں برابر عقیدت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

واقعہ کچھ یوں ہوا کہ چند روز قبل مقبوضہ جموں و کشمیر میں معروف ہندو پروہت بابا چم لیال کی برسی کی تقریبات شروع ہوئیں۔ کنٹرول لائن کی دونوں جانب بھاری تعداد میں عقیدت مندوں نے ان کی سمادھی پر حاضری دی۔ نوائے وقت لاہور نے 26 جون 2006 کی اشاعت میں بتایا کہ پاکستانی عقیدت مند لائن آف کنٹرول کی اپنی جانب اکٹھے ہوئے۔ تاہم پتھروں اور زمینی رکاوٹوں نے انہیں سمادھی اور تقریبات دیکھنے سے روکے رکھا۔ بھارتی خبر رساں ادارے کے حوالے سے اخبار نے یہ بھی بتایا کہ پاکستان کی جانب سے سیالکوٹ سیکٹر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کمانڈر کرنل نجیب کی قیادت میں پاکستانی رینجرز بھی اس موقع پر موجود تھے۔ پاکستانی رینجرز نے چادر پیش کی۔ جس کو انڈین بارڈر سیکورٹی فورسز نے قبول کیا۔ اور بعدازاں اپنے پاکستانی ہم منصبوں کی جانب سے سمادھی پر پاکستانی عقیدت مندوں کی چادر چڑھائی اور دعا کی۔ بابا چم لیال روحانی صلاحیتوں کے حامل تھے اور اُن کے بارے میں مشہور تھا کہ وہ جِلد کی بیماریوں کا علاج کرتے تھے۔ اور ہندو اور مسلمان انہیں برابر عقیدت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

معزز قارئین!..... دیکھنے میں یہ ایک خبر ہے۔ ایک واقعہ ہے لیکن درحقیقت یہ ایک سانحہ ہے...... المیہ ہے اور حادثہ ہے۔ ایسی خبریں اگرچہ میری اور آپ کی نظروں سے روز بروز گزرتی رہتی ہیں لیکن اس خبر کی سطور ہیں بین السطور بہت بڑا اور چونکا دینے والا فلسفہ بے نقاب ہو رہا ہے... آیئے میرا ساتھ دیجئے... ہم اس کا جزوی آپریشن کرتے ہیں۔ اس دوران آپ کو فکری غلاظتوں، باطنی قباحتوں اور ایمانی لغزشوں کا مادہ نکلتا اور جسم بھر میں پھیلتا دکھائی دے گا۔ اور ہم یہ سمجھنے پر مجبور ہو جائیں گے کہ ہمارا مذہبی ڈھانچہ کتنا کمزور، کس قدر ناقص اور کیسا کھوکھلا ہے۔ پھر بھی پتہ نہیں کہ جسدِ ایمان میں اتباعِ سنت کا سانس چل کیسے رہا ہے؟؟؟

کیا ہمارے اپنے ملکی بابے بالکل مر گئے تھے کہ جو رینجرز والوں کو ایک ہندو بابے کی سمادھی پر چادر چڑھانے کی ضرورت پیش آئی۔ جب رینجرز پاکستانی ہیں۔ چادر پاکستانی ہے اور مزید یہ کہ بابے پاکستانی ہیں تو انہیں یہ کیا ضرورت پیش آئی کہ وہ سرحد پار کے بابے اور وہ بھی غیر مسلم یعنی ہندو بابے کی سمادھی پر چادر چڑھائیں۔ حالانکہ حقیقتِ حال یہ ہے کہ ہندو تو ہماری طرح اپنے بابوں اور اپنے باپوں کی قبریں ہی نہیں بناتے۔ وہ تو بابے کو جلا کر راکھ کر دیتے ہیں۔ اُس کی قبر بنانے کی ضرورت ہی نہیں پڑتی۔ وہ اُس خاک کو دریا میں بہا دیتے ہیں۔ اُس کا ذرہ تک اُڑنے نہیں دیتے۔ دریا کی لہروں کے سپرد کر دیتے ہیں۔ یہاں نہ بابا، نہ بابے کی ذات۔ بابا قبر کے اوپر بیٹھا ہے نہ بابا قبر کے اندر لیٹا ہے۔ بابا سرے سے غائب۔ ہمارے ہاں تو کم از کم اتنا تو ہے کہ ہم اپنے ہاتھوں سے اپنی نظروں کے سامنے بابے زمین میں دفن کر دیتے ہیں۔ لیکن ستم تو یہ ہے کہ چادر جس بابے کی سمادھی پر ڈالنے کیلئے بھیجی جا رہی ہے وہ سرے سے وہاں موجود ہی نہیں ہے۔ یہ ایک مشہور بابے کیلئے کتنا گمنام تصور ہے۔ یہ تاریک عقیدہ بابے سے کیا روشنی لے گا وہ تو خود لہروں کے اندھیروں میں مر کھپ گیا اُس کا تو نام ونشان مٹ گیا۔ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری۔ سمادھی میں بابا سرے سے غائب۔ لیکن عقیدت مند حاضر رہیں۔ خیر۔ پاکستانی رینجرز نے چادر بھیجی اور انڈین بارڈر سیکورٹی فورسز نے وہ چادر چڑھادی۔ اب آگے چلئے ان مندروں سکھوں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور نہ جانے کن کن غیر مسلموں نے چادر سمادھی پر ڈال کر پاکستانی مسلمانوں کی جانب سے دعا کی ہوگی۔ دعا میں کیا کہا ہوگا؟ کس کس طرح بابے سے وسیلہ تلاش کیا ہوگا؟ ہمارا بابا تو کم از کم مسلمان ہوتا ہے وہ بابا تو ہندو تھا۔ اُسے تو کلمہ بھی نہیں آتا ہوگا نہ کلمہ پڑھا ہوگا۔ اُس کا اللہ سے کیا واسطہ وہ رسول اللہ ﷺ کی سنتوں سے ناواقف۔ اُس کا لا الہ الا اللہ پر یقین نہ محمد رسول اللہ ﷺ پر ایمان......وہ اگر اتنا ہی اچھا ہوتا تو مسلمان نہ ہوجاتا؟؟؟

ہمارے ملک میں ایک سے ایک بڑھ کر بابا ہے۔ بالکل پاکستانی۔ میڈ اِن پاکستان بابے۔ رینجرز کو کیا مصیبت پڑی تھی کہ وہ اتنی مجبوریوں اور تنگیوں کے ساتھ بابے کی برسی میں شریک ہونے کو بے تاب تھے۔ وہ مسلمان جو کنٹرول لائن عبور نہیں کر سکے وہ رکاوٹوں کو ہی رشک کی نگاہ سے دیکھتے رہے۔ ہندو سیکورٹی فورسز کو ان مسلمانوں کی بابے چمِ لیال سے اندھی بلکہ نابینا عقیدت کا اتنا بھی پاس نہیں ہوا کہ وہ راستے میں حائل رکاوٹیں دور کر دیتے۔ وہ بھی شاید باغیرت پاکستانی مسلمانوں کی اپنے اپنے ایمان سے بے ایمانی، اپنی اپنی دینی غیرت سے بے غیرتی اور دین رسول اللہ ﷺ کی حمیت اور پاسداری سے بغاوت کا شکست خوردہ منظر دیکھنا چاہتے تھے۔ اُف ہے۔ تُف ہے۔ اور سُف ایسے مسلمانوں پر کہ جن کی دینی حمیت کا پانی مر چکا ہو۔ جن کا مذہب موم کی ناک ہے۔ جدھر چاہا مروڑ لیا۔ اُن کا مذہب کتنا غیر مؤثر اور بے اثر ہے کہ جس مذہب کیلئے چاہا استعمال ہوجاتا ہے.....کوئی شناخت ہی نہیں۔ کوئی اصول نہیں۔ کوئی روک ٹوک نہیں۔ گویا اسلام نہ ہوا پلاسٹک کا شاپر ہوگیا کہ جو چاہا ڈال لیا۔ دوسرے معنوں میں یہ پیالہ ہوا کہ جو چاہا ڈال کر پی لیا۔ جو چاہا ڈال کر کھالیا۔ ان مسلمانوں کی غیرت نہ جانے کہاں مرگئی کہ انہیں اپنے مسلمان ہونے کا بھی یقین نہیں رہا.. تم چادریں ڈال رہے ہو اور وہ بھی ایک ہندو کی سمادھی پر... کیا اپنے بابوں کی قبریں تم سے اوجھل ہوگئی ہیں۔ کیا تمہارے بابے اتنے ہی نکمے ہوگئے کہ اب اُن کی قبریں ''تجارتی چادروں'' کے بھی کام کی نہیں رہیں العیاذ باللہ!!! علامہ اقبال نے پھر ٹھیک ہی کہا تھا۔ وہ بھی اسی شہر سیالکوٹ میں پیدا ہوئے تھے ۔

وضع میں ہو تم نصاریٰ، تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

ہندو یوگی، تمہارے اپنے ہوگئے اور مسلمان پرائے، سوچو تو سہی کہ ان انڈین بارڈر والوں نے مسلمانوں کیلئے کیا دعائیں کی ہوں گی کہ اے ایشور! پاکستان کو قیامت تک کیلئے سلامت رکھ... یا اے خدا! مسلمانوں کی تمام خواہشیں پوری فرما۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

پاکستانی رینجرز نے چادر بھیج کر یہ پیغام دیا کہ اے انڈیا والو! ہماری نظریاتی سرحدیں اب ختم ہو رہی ہیں۔ ہمارا دوقومی نظریہ کچے رنگ کا نکلا۔ اور ہمارا ایمانی تشخص نظریاتی سرحدوں کے ساتھ چادر کی نذر ہو گیا۔ درحقیقت اس چادر میں ایک لاش دفن تھی جو ہم نے ہندو سادھی کیلئے بھیج دی وہ تھی نظریہ پاکستان کی .... اب کیا نظریہ صرف یہ رہ گیا ہے کہ زیادہ سے زیادہ سی بی ایم تشکیل دیئے جائیں۔ سی بی ایم انگریزی کے تین لفظوں کا مخفف ہے۔ CONFIDANCE BUILDING MEASURES

یعنی اعتماد سازی کے اقدامات ...... کیا پاکستان کو CBM کیلئے اپنا نظریہ واپس لینا پڑے گا۔ اپنی 1947ء کی قربانیاں ضائع کرنی پڑیں گی۔ کیا ہمیں برابر کی حیثیت سے جینے کا اصول کھونا پڑے گا؟؟؟ ہمیں ہندوستان کی خوشنودی کیلئے کون کون سے اوچھے کام کرنے پڑیں گے ہمیں اب وہ بھی گوارا ہیں کہ جن کی قبر تک کا نشان نہیں اور انہیں اپنے وطن میں مسلمانوں کی مسجدیں بھی کانٹوں کی طرح چبھتی ہیں۔ کیا مزاروں کی چادریں بھی کوئی CBM ہیں۔ ہمیں تو پھر ماتھے پر تلک بھی لگانا چاہیے۔ بسنت تو ہم منا ہی رہے تھے ''دیوالی'' بھی منانی چاہیے۔ بہتر تعلقات کی خاطر ہمیں ''ہولی'' کھیلنی چاہیے۔ ہمیں اپنی مانگ میں ''سندور'' بھرنا چاہیے۔ ہمیں گنگا اور جمنا اگر میسر نہیں ہیں تو چناب اور جہلم میں ''اشنان'' کر کر کے تصویروں کے البم اُدھر بھیجنے چاہئیں اور اس پیغام کے ساتھ ''دیکھو ہم کتنے بے غیرت ہیں'' تم تو ایسے ہی ہم سے ڈرتے ہو۔ ہم تو جب چاہیں اپنا ایمان بیچ ڈالیں۔ ہم جب چاہیں اپنی صدیوں پرانی روایات کو اپنے ہاتھوں سے مسخ کر ڈالیں۔ اب ''ہندو مسلم بھائی بھائی'' کے نعرے لگنے چاہئیں۔ وہ اگرچہ ہماری بابری مسجد گرا کر رام مندر بنالیں لیکن ہمیں اپنے ایمان کو جنسِ فروخت سمجھتے ہوئے نئے آشرم آباد کرنے چاہئیں۔ اپنے گھروں میں بھی مورتیوں کو سجالینا چاہیے۔ مورتیاں نہ سہی بابے ہی سہی۔ تاکہ دوقومی یکجہتی جنم لے سکے۔ ہمارے وطن عزیز سے ہندو پروہتوں کیلئے چادریں جائیں۔ اُدھر سے کبھی ہماری مساجد کیلئے قالین نہیں آئے۔ کبھی جانماز نہیں پہنچے۔ کبھی قرآنِ پاک کے تحائف موصول نہیں ہوئے۔ کبھی روغنی ٹائلیں نہیں بھیجی گئیں۔ ہمیں اگر مذہب میں CBMs بنانے کا شوق ہے تو یہ دوطرفہ ہونا چاہیے۔ حقیقت یہ ہے کہ مزار اسلام میں ''بیک ڈور'' (BACK DOOR) ہیں۔ ہندو یہ بات اچھی طرح جانتا ہے کہ اسلام کی علامت مساجد ہیں مزار نہیں۔ اُسے مساجد سے مومن، مسلم اور مجاہد نکلتے دکھائی دیتے ہیں۔ کبھی مزاروں کی کوکھ سے مجاہدین اور شہداء نے جنم نہیں لیا۔ مساجد اسلام کا نمبر ایک اور مزار و خانقاہیں اسلام کا دو نمبر مال ہیں۔ اسلام میں تلوار ہے۔ ڈھال ہے۔ نیزہ ہے۔ تیر ہے۔ مگر اسلام میں مزاروں کیلئے چادریں۔ قبروں کیلئے پھول کی پتیاں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور خانقاہوں کیلئے اگر بتیاں نہیں ہیں۔ کیونکہ اسلام میں مزار نہیں ہیں۔

معزز قارئین! بالآخر کنٹرول لائن کے دونوں اطراف کے لوگوں نے سمادھی پر حاضری دے دی۔ ''مسلمان'' ذوق وشوق سے گئے ہوں گے ہاتھ بھی اٹھائے ہوں گے۔ اور آپ جان لیں کہ کچھ پڑھا بھی ہوگا اور سمادھی سے کچھ مانگا بھی ہوگا۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ یہ وہ مسلمان ہیں جن کے نبی اور ہمارے آقا و مولا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے اپنی برادری قریش کی ہر آفر ٹھکرا دی۔ مفاہمت کی کسی یادداشت پر دستخط نہیں کئے۔ اپنے اللہ کو معبود نہ ماننے کی کسی رعایت پر مذہبی رواداری کا اقرار نہیں کیا۔ مخالفت مول لے لی۔ یہ بات بھی نہ مانی کہ اپنے اللہ کی بے شک ہی صفات بیان کریں لیکن ہمارے خداؤں کو۔ ہمارے عُزّیٰ۔ لات ومنات اور ھُبل کو بُرا اور جھوٹا نہ کہیں۔ ہمارے آج کے پاکستانی مسلمان ہندوؤں کے ساتھ کس دینی رواداری کو فروغ دے رہے ہیں؟ مُغل بادشاہ، اکبر نے بھی ایسی ہی رواداری کیلئے دین میں کچھ ترامیم کر کے نیا دین۔ ''دین الٰہی'' پیش کیا تھا۔ جس میں رسول عربی ﷺ کے فرمان کے برعکس کچھ تبدیلیاں کر لیں تھیں... لیکن نہ رہا اکبر نہ رہا اُس کا من گھڑت اور خود ساختہ دین ''دین الٰہی'' قیامت تک کیلئے دین وہی قائم رہے گا جو اللہ نے اپنے برحق نبی حضرت محمد مصطفٰے ﷺ پر نازل کیا جس میں اصول اور رواداری کو متوازن قائم کیا گیا ہے۔ اُس سے کم یا اُس سے بڑھ کر جو کچھ بھی کیا جائے وہ دین تو نہیں... بے دین ہوسکتا ہے ایمان نہیں بے ایمانی ہوسکتی ہے۔ اور یہ چادریں بھیجنے کا رویہ پاکستانی نہیں ہندوستانی ہوسکتا ہے۔

باباچم لیال، کتنا ہی اچھا حکیم ہو یا معالج، لیکن اُس کو مسلمانوں کا روحانی پیشوا تو قرار نہیں دیا جاسکتا۔ اور آج اُس کی سمادھی سے نہ تو علاج ہوسکتا ہے نہ کسی کو شفا مل سکتی ہے۔ کسی زندہ شخص کا احترام تو کیا جاسکتا ہے کسی مرے ہوئے غیر مسلم کو پیشوا کا رتبہ کیسے مل سکتا ہے۔ بقول شاعر مشرق۔

ہم مواحد ہیں ہمارا کیش ہے ترک رسوم

اس لئے ہمارے رینجرز کے مسلمان کرنیل کو بھی سوچنا چاہیے کہ سرحدوں پر بیٹھ کر ایمان کا سودا نہ کریں۔ خود بھی محمد بن قاسم، اور طارق بن زیاد بن کر جیئیں اور اپنی کمانڈ کو بھی یہی سبق سکھائیں سلطان ٹیپو کو ابھی ہندوستان والے نہیں بُھولے....... CBMs کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہم اپنی مٹھی ڈھیلی کر دیں اور حرارتِ ایمان کی ساری ریت نیچے گر جائے۔ (وماعلینا الا البلاغ)

© rasailojaraid.com